بسم اللہ الرحمن الرحیم

(213)

سلسلۂ

خطباتِ جمعہ

بہ عنوان

اسوۂ صحابہؓ

پروفیسر سعود عالم قاسمی

من جانب

جماعت اسلامی ہند

اسوہ صحابہؓ

الحمد للّٰہ رب العالمین و الصلوٰۃ و السلام علی رسولہٖ الکریم اما بعد قال اللّٰہ تعالیٰ فی القران المجید. اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم.

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ. ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ، كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا. (الفتح. ۲۹)

محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کفار پر سخت اور آپس میں رحیم ہیں۔ تم جب دیکھو گے انھیں رکوع و سجود اور اللہ کے فضل اور اس کی خوشنودی کی طلب میں مشغول پاؤ گے۔ سجود کے اثرات ان کے چہروں پر موجود ہیں جن سے وہ الگ پہچانے جاتے ہیں۔ یہ ہے ان کی صفت توراۃ میں اور انجیل میں ان کی مثال یوں دی گئی ہے کہ گویا ایک کھیتی ہے جس نے پہلے کونپل نکالی پھر اس کو تقویت دی، پھر وہ گدرائی، پھر اپنے تنے پر کھڑی ہوگئی۔ کاشت کرنے والوں کو وہ خوش کرتی ہے تا کہ کفار ان کے پھلنے پھولنے پر جلیں۔ اس گروہ کے لوگ جو ایمان لائے ہیں اور جنھوں نے نیک عمل کیے ہیں اللہ نے ان سے مغفرت اور بڑے اجر کا وعدہ فرمایا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق وتائید کرنے کے ساتھ ان کے صحابہ کی تعریف وتوصیف بھی فرمائی ہے، اور خاص طور پر ان کی دو خوبیوں کا تذکرہ فرمایا ہے ایک تو ان کی مومنانہ اور برادرانہ شان کہ وہ دشمنان اسلام پر سخت اور محبان اسلام پر نرم ہیں، کافروں کے معاملہ میں قوی اور مومنوں کے معاملہ میں رحیم ہیں۔ یعنی

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

اور دوسری خوبی یہ ہے کہ وہ رکوع اور سجدہ کی حالت میں یعنی نمازوں کا اہتمام کرتے ہوئے پائے جاتے ہیں اور ان کی عبادت کے آثار ان کے چہرہ سے ظاہر ہوتے ہیں، ان کے دل کا نور ان کی پیشانی سے نمایاں ہوتا ہے۔ انسان کا چہرہ ایک کھلی کتاب کی طرح ہے اس کے دل کی حالت اس کے چہرہ سے ظاہر ہوتی ہے آدمی کے دل میں اگر غرور وتکبر ہے تو وہ چہرہ سے ظاہر ہے اور اگر آدمی کے دل میں عجز و انکسار ہے تو وہ بھی چہرہ سے عیاں ہے، صحابہ کا حال یہ ہے کہ وہ اپنے رب کا فضل اور رضوان تلاش کرتے ہیں یہ جذبہ ان کو اخلاص کی دولت سے مالا مال کرتا ہے، اور یہ دولت ایمان ان کے پرنور چہروں سے عیاں ہوتی ہے۔

حضرت امام مالک نے فرمایا کہ شام کے عیسائی جب ان صحابہ کو دیکھتے جنہوں نے ملک شام کو فتح کیا تھا تو کہتے بخدا یہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں سے بہتر ہیں، ایک جنگ کے موقع پر بادشاہ روم کے دربار میں ان کے ایک وزیر نے صحابہ کی تعریف ان لفظوں میں کی تھی ”رہبان باللیل فرسان بالنہار“ وہ لوگ رات کے راہب تہجد گذار ہیں اور دن کے مجاہد ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اصحاب رسول ﷺ کی مثال کاشت کاری اور کھیتی سے دی ہے جیسے ایک زمین میں بیج سے پودا بنتا ہے، پودے میں شاخیں آتی ہیں، شاخوں میں بالیاں آتی ہیں اور پورا کھیت ہرا بھرا ہو کر اپنے کاشتکار کی خوشی کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

اسی طرح محمد ﷺ کی ایک شخصیت سے ایمان کا جو پودا اگا وہ صحابہ کرام کی شکل میں، مضبوط توانا پودوں اور ہری بھری کھیتی کی طرح لہلانے لگا، اللہ تعالیٰ کو ایمان کی یہ کھیتی بہت پسند آئی۔

اللہ نے حضرات صحابہ سے اپنی پسندیدگی کا اظہار جس تمثیل کے ذریعہ کیا ہے، اس کا بیان حضرت عیسی علیہ السلام کے مواعظ میں بھی ہے جو عہد نامہ جدید مرقس کی انجیل میں موجود ہے۔ صحابہ کرام سے خوش ہونے کا صاف صاف تذکرہ سورۃ الفتح کے اندر اس طرح کیا گیا ہے۔

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُوْمِنِیْنَ اِذْیُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ فَعَلِمَ مَا فِی قُلُوبِھِمْ فَاَنْزَلَ السَّکِیْنَۃَ عَلَیْھِمْ وَاَثَابَھُمْ فَتْحاً قَرِیْباً. (الفتح . ۱۸)

اللہ مومنوں سے خوش ہوگیا جب وہ درخت کے نیچے تم سے بیعت کر رہے تھے۔ ان کے دلوں کا حال اس کو معلوم تھا، اس لیے اس نے ان پر سکینت نازل فرمائی، ان کو انعام میں قریبی فتح بخشی۔

صلح حدیبیہ کے موقع پر جب مکہ کے قریب رسول اللہ ﷺ فروکش تھے، اور حضرت عثمان غنیؓ کو اپنا سفیر بنا کر مکہ کے سرداروں کے پاس بھیجا تھا یہ کہنے کے لیے کہ ہم لڑنے نہیں بلکہ عمرہ کرنے کے لیے آئے ہیں، عمرہ کر کے واپس چلے جائیں گے، اس لیے ہمیں عمرہ کرنے سے نہ روکا جائے، اس موقع پر اہل مکہ نے حضرت عثمانؓ کو روک لیا اور خبر یہ مشہور ہوگئی کہ حضرت عثمانؓ شہید کر دیے گیے، دوسری طرف رات میں کچھ کفار گھات لگا کر محمد ﷺ کو قتل کرنے آئے جو گرفتار ہوئے اس موقع پر حضور پاک نے حضرات صحابہ سے اللہ کی راہ میں لڑنے اپنی جان قربان کرنے کے لیے بیعت لی جو اسلامی تاریخ میں ''بیعت رضوان'' کے نام سے مشہور ہے، حضرات صحابہ کی جانثاری، فداکاری کا جذبہ اللہ کو اتنا پسند آیا کہ ان سے خوش ہونے کی آیت کریمہ نازل فرمائی۔

جن لوگوں نے نبی پاک کو اپنی آنکھوں سے دیکھا، انکی قدر کی، دل سے

ایمان لائے، ان کی مجلس کے ساتھی بنے، اپنی سیرت و کردار کو ان کی تعلیم سے منور کیا، اپنے گھر بار کو ان کے چراغ ہدایت سے روشن کیا، تنگی و بد حالی میں ان کا ساتھ دیا، جان و مال ان پر نچھاور کیا، اسلام کی آبیاری اپنے آنسوؤں اور خون جگر سے کی، ان کے مقام و مرتبہ کا کیا کہنا، ان کی عظمت و رفعت کا کیا کہنا، سچ مچ یہی لوگ تھے جن سے اسلام کا بول بالا ہوا اور اسی لیے اللہ نے ان سے اپنی خوشی اور رضامندی کا اظہار فرمایا۔

حضرات صحابہ گلستان نبوت کے وہ پھول تھے، جن کا رنگ تو الگ الگ تھا، جن کی شکلیں تو جدا جدا تھیں مگر ان کی خوشبو ایک تھی، وہ خوشبو ان کے ایمان و عمل اور کردار کی تھی، اور یہ خوشبو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے شرف صحابیت کی تھی، چنانچہ اگر آپ غور کریں گے تو آپ پائیں گے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اگر اجمال ہے تو سیرت صحابہ اس کی تفصیل ہے۔ جس صحابی میں بھی عظمت و عزت کا جو پہلو روشن ہوا ہے وہ رسول پاک کی صحبت کا اثر ہے، اور حضرات صحابہ کے کردار کی روشنی سے جو تاریخ اسلام منور ہے وہ دراصل نور محمدی کی جلوہ افشانی ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے سورہ الفتح میں مختصراً محمد رسول اللہ فرمایا، پھر والذین معه کے ذریعہ تفصیل سے کردار صحابہ پر روشنی ڈالی۔

عظمت صحابہؓ کی ہزاروں مثالیں کتب سیرت میں ملتی ہیں جو ہر عہد اور ہر ملک کے انسانوں کے لیے مشعل راہ ہیں۔ صرف ایک واقعہ سنیے، جہاد کا ایک موقع تھا، اس موقع پر جہاد کا سامان سواری اور ہتھیار وغیرہ جمع کرنے کے لیے بڑی رقم کی ضرورت تھی، رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات صحابہؓ سے زیادہ سے زیادہ رقم فراہم کرنے کی اپیل فرمائی، ہر صحابی کو جتنی توفیق ملی وہ لے کر رسول پاکؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے، جب بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا موقع آتا تو حضرت ابو بکر آگے رہتے، اس مرتبہ حضرت عمرؓ نے سوچا کہ یہ موقع ہے کہ میں ان سے سبقت لے جاؤں گا، چنانچہ اپنا مال لے کر حضور کی خدمت میں پہونچے، حضورؐ نے پوچھا عمرؓ بتاؤ تم اللہ کی راہ میں کیا لے کر آئے اور گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ کر آئے؟ حضرت عمرؓ نے

جواب دیا کہ میں نے اپنے سارے مال کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا، ایک حصہ گھر والوں کے لیے چھوڑا اور دوسرا حصہ اللہ کی راہ میں لے کر حاضر ہوا۔ رسول پاک نے پھر حضرت ابو بکرؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا ابو بکرؓ تم بتاؤ کہ اللہ کی راہ میں کیا لے کر آئے اور اپنے گھر والوں کے لیے کیا چھوڑا؟ حضرت ابو بکرؓ نے جواب دیا، گھر میں جو کچھ تھا وہ سب اللہ کی راہ میں لے کر آ گیا اور گھر والوں کے لیے اللہ اور اس کے رسول کی رضا کو چھوڑا۔ حضرت عمرؓ نے اپنے آپ سے کہا کہ اللہ کی قسم کوئی حضرت ابو بکرؓ کے مرتبہ کو نہیں پہونچ سکتا۔

کردار کی یہ عظمت دنیا میں کہیں اور نہیں مل سکتی، دین سے دنیا کمانے کا کیا سوال، دین پر تن من دھن لٹا کر سکون محسوس کرتے تھے، اسی کردار نے دین کو پھیلایا، اور اسی کردار کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کو دوست اور ساتھی بنایا، چنانچہ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں۔

> ''وہ لوگ جن کی پیروی کرنی چاہیے وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ہیں، وہ لوگ اس امت کے افضل ترین لوگ تھے، ان کے دلوں میں اللہ کی اطاعت وفرماں برداری تھی، وہ دین کا گہرا علم رکھتے تھے، اور تکلف سے دور رہتے تھے، ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی صحبت اور اپنے دین کی اقامت کے لیے منتخب فرمایا تھا، مسلمانو! تم ان کا مقام پہچانو! ان کا اتباع کرو، اور ان کے اخلاق وسیرت کو مضبوطی سے پکڑو کیونکہ وہ لوگ صراط مستقیم اور اللہ کی بتائی ہوئی راہ ہدایت پر تھے''[1]

رافضیوں کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد سوائے چند کے سب صحابہ مرتد ہو گئے تھے، اسی لیے یہ لوگ حضرات صحابہ پر تبرا کرتے ہیں اور ان کو گالیاں دیتے ہیں، نعوذ باللہ جو لوگ منافق تھے ان کا پول خود قرآن نے کھول کر رکھ دیا اور جو لوگ مرتد ہوئے ان سے حضرت ابو بکرؓ نے خود جہاد کیا، یہ دونوں فرقے منافقین اور مرتدین کے ہرگز صحابی

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ

نہیں، حضرات صحابہ کرامؓ ان سے بری ہیں۔ حضرات صحابہ وہ ہیں جن کا خاتمہ ایمان کی حالت میں ہوا اور ان کی تعداد سینکڑوں میں نہیں بلکہ ہزاروں اور لاکھوں میں ہے، ان پاک نفوس صحابہ کو برا بھلا کہنا بدبختی اور بددینی کی سب سے بڑی دلیل ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لاتسبوا اصحابی فوالذی نفسی بیدہٖ لو ان احدکم انفق مثل احد ذھبا ماادرک مد احدھم ولا نصیفہٗ[۱]

میرے صحابہ کو گالیاں نہ دینا، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کرے تو ان میں سے کسی ایک کے خرچ کردہ مد کے برابر بھی نہیں پہونچ سکتے۔

بعض صحابہؓ میں آگے چل کر باہم اختلاف بھی ہوا، بالخصوص خلافت کے مسئلہ پر جنگ بھی ہوئی، جنگ جمل اور جنگ صفین، عہد صحابہ کی ناخوشگوار یادیں ہیں، ان واقعات کی وجہ سے امت کے بہت سے لوگ طرفدار بن کر کھڑے ہونے کی کوشش کرتے ہیں، کون حق پر تھا اور کون باطل پر تھا اس کا فیصلہ ہم آج کرنے بیٹھ جاتے ہیں۔ ان معاملات میں امت کو اعتدال کا راستہ اختیار کرنا چاہیے، وہ راستہ جس کی طرف امام مالک نے اشارہ فرمایا ہے اور یہ آیت تلاوت کی ہے:

تِلْکَ اُمَّۃٌ قَدْ خَلَتْ لَھَا مَا کَسَبَتْ وَلَکُمْ مَا کَسَبْتُمْ وَلاَ تُسْئَلُوْنَ عَمَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۔ (البقرہ–۱۴۱)

وہ کچھ لوگ تھے جو گزر چکے، ان کی کمائی ان کے لیے تھی اور تمہاری کمائی تمہارے لیے ہے، تم سے ان کے اعمال کے متعلق سوال نہیں ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اسوہ صحابہؓ پر چلنے کی توفیق دے۔ (آمین)

---

[۱] مسلم، کتاب الفضائل، باب تحریم سب الصحابۃ

رابطہ کے ذرائع

D- 321, Dawat Nagar, Abul Fazl Enclave,
Jamia Nagar, Okhla, New Delhi. 110025

+91-11-26951409, 26941401,26948341

9582050234,8287025094

raziulislam@jih.org.in

www. jamaateislamihind.org